اسلام نے مریض کو اطمینان دلایا کہ جو امور خیر وہ حالت صحت میں انجام دے رہا تھا مرض کی وجہ سے اگر انہیں انجام نہیں دے پا رہا ہے، تو ان کے ثواب سے محروم نہیں ہوگا حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

ان العبد اذا کان علی طریقۃ حسنۃ من العبادۃ ثم مرض قیل للملک الموکل بہ اکتب لہ مثل عملہ اذا کان طلیقا حتی اطلقہ و اکفتہ [1]

بندہ اگر کسی اچھے طریقۂ عبادت کا پابند ہو اور پھر بیمار ہو جائے (اور اسے انجام نہ دے سکے تو) اس فرشتہ سے کہا جاتا ہے جو اس کی نگرانی پر لگایا گیا ہے کہ صحت کی حالت میں وہ جو عمل انجام دے رہا تھا اسی طرح کا عمل اب بھی اس کے نامۂ اعمال میں لکھو، یہاں تک کہ میں اسے شفا دے دوں، یا اسے دنیا سے اٹھا لوں،

اس مفہوم کی ایک اور روایت حضرت انسؓ سے آئی ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

اذا ابتلی اللہ عزوجل العبد المسلم ببلاء فی جسدہ قال اللہ عزوجل للملک اکتب لہ صالح عملہ الذی کان یعمل و ان شفاہ غسلہ وطہرہ و ان قبضہ غفر لہ [2]

جب اللہ تعالیٰ بندہ مسلم کو کسی جسمانی تکلیف سے آزماتا ہے تو فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ صحت کی حالت میں جو صالح اعمال کرتا تھا وہ اب بھی اس کے حساب میں لکھو، اگر اسے شفاء دیتا ہے تو اسے

---

[1] قال المنذری، رواہ احمد باسناد حسن، الترغیب الترھیب، ص ۶۱۱

[2] قال المنذری، رواہ احمد و رواتہ ثقات، الترغیب والترھیب ص ۶۱۱

پاک صاف کر دیتا ہے، اور اگر موت
آئی ہے تو مغفرت فرماتا ہے۔

صحت اور تندرستی مطلوب ہے انسان بیمار ہو تو اسلام اس کی پوری رعایت کرتا ہے، لیکن اس کے ساتھ وہ چاہتا ہے کہ آدمی اپنی تندرستی کی حفاظت کرے، اور خواہ مخواہ مرض کو دعوت نہ دے، کسی کو اللہ تعالیٰ نے قوت و توانائی دی ہے تو اس کی قدر کرے اور اسے غفلت اور بے احتیاطی سے ضائع نہ کرے،

مومن قوی مومن ضعیف سے بہتر ہے مذہب کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ انسان کی اخلاقی اور روحانی اصلاح کے لئے آتا ہے۔ اسے انسان کے مادی مسئلوں، جسمانی تقاضوں، صحت و مرض اور توانائی کمزوری سے کوئی بحث نہیں ہوتی، لیکن اسلام نے انسان کی اخلاقی اصلاح کے ساتھ اس کی صحت و توانائی کو بھی بڑی اہمیت دی ہے۔ اس لئے اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے اس پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کو ٹھیک ادا کرنے کے لئے جسم اور روح دونوں کا تندرست و توانا ہونا بہت ضروری ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

المومن القوی خیر و احب الیٰ من المومن الضعیف وفی کل خیرٌ[1]	طاقتور مومن بہتر اور مجھے زیادہ پسند ہے کمزور مومن سے، اور ہر ایک میں بھلائی ہے۔

ایمان خیر و خوبی کا سرچشمہ ہے۔ جس شخص کے اندر ایمان و یقین ہے اس کا دامن بھلائیوں سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اس کے ساتھ اگر وہ جسمانی لحاظ سے بھی مضبوط

---

[1] مسلم، کتاب القدر، باب الایمان بالقدر والاذعان لہٗ،

اور طاقتور ہے تو کمزور و ناتواں مومن کے مقابلہ میں خدا اور بندوں کے حقوق بہتر طریقہ سے ادا کر سکتا ہے اور اس کا وجود معاشرہ کے لئے زیادہ سودمند اور مفید ہو سکتا ہے۔ کمزور انسان کو دوسروں کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے، اور جو شخص تندرست و توانا ہے وہ دوسروں کو سہارا دے سکتا ہے۔

عبادات میں اصول صحت کی رعایت عبادت اسلام کی جان ہے۔ اس کے بغیر اس کا وجود ہی نہیں ہے۔ لیکن اسلام نے عبادت میں بھی صحت اور تندرستی کا پورا خیال رکھا ہے اس نے عبادت میں اس قدر غلو اور انہماک سے منع کیا ہے، جس سے صحت اور تندرستی برباد ہو جائے۔ اور آدمی زندگی کے دوسرے میدانوں میں جدو جہد اور تگ و دو کے قابل نہ رہے۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا عبادت میں انہماک بہت بڑھا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نے ان سے دریافت فرمایا کہ اے عبداللہ! کیا یہ بات صحیح ہے کہ تم دن میں مسلسل روزے رکھتے اور رات بھر نماز پڑھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں! یہ صحیح ہے۔ اس سے میرا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل ہو۔ آپ نے فرمایا،

فلا تفعل صم وافطر وقم ونم فان لجسدك عليك حقا وان لعينك عليك حقا وان لزوجك عليك حقا وان لزورك عليك حقا وان بحسبك ان تصوم من كل شهر ثلاثة ايام [1]

ایسا نہ کرو، روزے رکھو بھی اور چھوڑ بھی دو، قیام بھی کرو، اور سوؤ بھی، اس لئے کہ تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے، اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے،

---

[1] بخاری، کتاب الصوم باب حق الجسم فی الصوم۔

تمہارے لئے مہینہ میں تین دن روزے رکھنا کافی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا :۔

فانک اذا فعلت ذالک هجمت عينك ونفهت نفسك [1]

اگر تم (دن رات) اس قدر عبادت کرو گے تو تمہاری آنکھیں (بر داشت نہ کر سکیں گی) اور حملہ کر دیں گی، اور تمہارا نفس (یہ بوجھ اُٹھا نہیں سکے گا اور) تھک جائے گا۔

ایک اور روایت میں "نھکت" کا لفظ آیا ہے یعنی یہ کہ تم کمزور اور لاغر ہو جاؤ گے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں، تمہارے نفس کا تم پر حق ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے جو چیزیں حلال کی ہیں۔ تم ان کے ذریعہ اس کی ضرورتیں پوری کرو، جیسے کھانا پینا اور راحت کہ جس سے بدن کی طاقت قائم رہے، تاکہ اللہ کی عبادت میں اس سے مدد ملے [3]

رمضان کے روزے فرض ہیں لیکن شریعت نے مسافر کو اجازت دی ہے کہ وہ رمضان میں روزے نہ رکھے، اور بعد میں قضاء کر لے۔ چنانچہ ارشاد ہے :۔

وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرہ ۱۸۵) [4]

تم میں سے جو شخص مریض ہو، یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں روزے کی گنتی پوری کر دے، اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ نرمی چاہتا ہے، سختی نہیں چاہتا۔

---

[1] بخاری، کتاب التہجد۔ [2] مسلم کتاب الصوم،
[3] فتح الباری ۲/ ۲۶

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات سفر میں روزہ کی مشقت برداشت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اگر حالت سفر میں بھی روزہ کو فرض قرار دیا جاتا تو اس سے انسان کی صحت بہت متاثر ہو سکتی تھی، اور اسے نقصان پہونچنے کا اندیشہ تھا۔

بعض اوقات مرض میں غسل یا وضو کرنا نقصان دہ ہوتا ہے ایسی صورت میں مریض کو تیمم کی اجازت ہے۔ لہ

تندرست آدمی کو اگر اس بات کا قوی اندیشہ ہو کہ غسل کی وجہ سے بیمار پڑجائے گا تو وہ بھی تیمم کرسکتا ہے۔ حضرت عمروؓ بن العاص اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ ذات سلاسل میں ایک رات مجھے غسل کی حاجت پیش آگئی، سردی بہت تھی۔ ڈر لگا کہ غسل کروں تو کہیں ختم نہ ہو جاؤں، چنانچہ میں نے تیمم کیا، اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ میں نے صورت حال بیان کی۔ اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا — اور تم اپنے آپ کو نہ قتل کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر رحیم ہے۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے اور سکوت فرمایا۔ ٢ه

فقہ حنفی میں کہا گیا ہے کہ مریض کو اگر ظن غالب ہو۔ یا کسی قابل اعتماد مسلمان طبیب نے اس سے کہا ہو کہ غسل سے یا اپنی جگہ سے حرکت کرنے سے مرض میں اضافہ ہو جائے گا۔ تو وہ جنابت کی حالت میں تیمم کرسکتا ہے۔ اسی طرح تندرست انسان کو بھی اگر اس بات کا ڈر ہو کہ غسل کی وجہ سے وہ بیمار ہو جائے گا تو تیمم کی اجازت ہے۔ ٣ه

لہ ملاحظہ ہو سورۃ النساء آیت ۴۳، اور المائدہ، آیت ۶۔ اور ان کی تفسیر۔

٢ه ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب اذا خاف الجنب البرد یتیمم۔

٣ه ردالمحتار علی الدر المختار ۱/۲۱۵، ۲۱۶۔

غذا میں اصول صحت کی پابندی | صحت کے سلسلہ میں غذا، لباس اور صفائی ستھرائی کی بڑی اہمیت ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن کی تعلیمات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کے ارشادات ہماری بہترین رہنمائی کرتے ہیں۔ اگر ان کے مطابق ٹھیک ٹھیک عمل ہو تو آدمی بہت سی بیماریوں سے محفوظ بھی رہ سکتا ہے۔ اور اس کی صحت و تندرستی بھی ترقی کر سکتی ہے۔ یہاں ہم بعض پہلوؤں کی طرف اشارہ کریں گے۔

کھانے میں عیب نہ نکالا جائے۔ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ تعیشات سے پاک تھی۔ آپ نے بہت ہی سادہ زندگی گذاری۔ کھانے کے بارے میں آپ کا طریقہ یہ تھا کہ جو کچھ سامنے آتا، اس میں کبھی کوئی عیب نہ نکالتے، پسند آیا تو کھا لیا، اور ناپسند ہوا تو چھوڑ دیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں:۔

ما عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعاماً قط ان اشتھاہ اکلہ وان کرھہ ترکہ[1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی کھانے میں کبھی عیب نہ نکالتے تھے، اگر اس کی رغبت اور خواہش ہوتی تو تناول فرماتے، اور، ناپسند فرماتے تو چھوڑ دیتے تھے۔

اس سے دو باتیں نکلتی ہیں، ایک یہ کہ کھانے میں عیب نہ نکالا جائے۔ اس سے اللہ کی نعمت کی ناقدری بھی ہوتی ہے اور پکانے اور کھلانے والے کی دل شکنی بھی، دوسری یہ کہ جو بھی کھایا جائے خوشی خوشی کھایا جائے۔ اس سے صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ اور معمولی غذا بھی جزو بدن بنتی ہے غم و غصہ اور نفرت و ناگواری کے ساتھ جو کھانا کھایا جاتا ہے اسے طبیعت قبول نہیں کرتی اور اس کا فائدہ کم ہوتا ہے

اچھے کھانے کھائے جا سکتے ہیں | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے دین کی خاطر فقر و

---

[1] بخاری، کتاب الاطعمہ، باب ما عاب النبیؐ طعاماً قط، مسلم کتاب الاشربہ، باب لا یعیب الطعام

فاقہ بھی کیا ہے۔ لیکن جب کبھی اللہ نے اچھا کھلایا تو اچھا کھایا بھی ہے۔ دودھ، مکھن گوشت، روٹی، روغن، سرکہ، سبزی، کھجور، نبیذ، شہد، حلوہ اور پھل وغیرہ مختلف چیزوں کا استعمال آپ سے ثابت ہے[1] یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کی نعمتوں کا استعمال نہ تو تقویٰ کے منافی ہے اور نہ مادیت پرستی ہے۔

غذا کا اہتمام کیا جاسکتا ہے | جسم کی بہتر نشو ونما اور صحت کے لئے اچھی اور مناسب غذا ضروری ہے۔ اس کا اہتمام غلط نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح ہو چکا تھا۔ میں بہت دبلی پتلی تھی میری والدہ چاہتی تھیں کہ میں تندرست اور موٹی ہو جاؤں، تاکہ رخصتی ہو سکے۔ اس کے لئے وہ بطور علاج بہت سی چیزیں کھلاتی تھیں لیکن مجھے ان کی طرف بالکل رغبت نہیں ہوتی تھی۔ پھر انہوں نے مجھے کھجور اور ککڑی کا استعمال کرایا تو میں خوب موٹی ہوگئی[2]

سادگی پسندیدہ ہے | اسلام اچھا کھانے پینے سے منع نہیں کرتا البتہ وہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی تکلفات کا اس قدر عادی ہو جائے کہ مشکلات حیات کو برداشت نہ کر سکے۔ اور دشواریوں میں اس کے قدم ڈگمگانے لگیں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ علماء کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کھانے پینے میں تنوع اور وسعت اختیار کرنا جائز ہے۔ سلف میں سے بعض نے اس کے خلاف رائے دی ہے لیکن اسے اس بات پر محمول کرنا چاہئے کہ کسی دینی مصلحت کے بغیر خوب کھانے پینے اور عیش وعشرت کی زندگی گذارنے کا عادی ہو جانا مکروہ ہے[3]

حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہر معاملہ میں سادگی چاہتا ہے۔ غذا کے معاملہ میں بھی

---

[1] تفصیل کے لئے کتب حدیث میں ابواب الاطعمہ والاشربہ دیکھے جائیں۔ [2] ابوداؤد کتاب الطب، ابن ماجہ کتاب الاطعمہ، [3] شرح مسلم ۲/۱۸۰

اس کی یہی تعلیم ہے ۔ پُر تکلف اور مرغن غذاؤں کا مسلسل استعمال صحت کے لیے نہ صرف یہ کہ مفید نہیں ہے سخت مضر اور نقصان دہ ہے ۔

شکم پری ناپسندیدہ ہے | مرض کا ایک بڑا سبب اصولِ صحت سے غفلت اور بے احتیاطی ہے ۔ اسلام نے اس سے روکا ہے ۔

کھانے کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت یہ ہے کہ آدمی پیٹ زیادہ نہ بھرے ۔ اس لئے کہ شکم پری کے جہاں بہت سے نفسیاتی اور اخلاقی نقصانات ہیں وہیں انسان کی صحت بھی اس سے خراب ہو جاتی ہے ۔ آپؐ کا ارشاد ہے:۔

ما ملأ آدمی وعاء شرا من بطن بحسب ابن آدم اکلات یقمن صلبہ فان کان لا محالۃ فثلث لطعامہ وثلث لشرابہ وثلث لنفسہ[۱]

آدمی نے پیٹ (کے برتن) سے برا کوئی برتن نہیں بھرا ۔ ابن آدم کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھی رکھ سکیں اگر بہت ضروری ہو تو ایک تہائی اس کے کھانے کے لئے ۔ ایک تہائی اس کے پینے کے لئے اور ایک تہائی اس کے سانس لینے کے لئے ہونا چاہیئے ۔

معدہ کا فساد بہت سی بیماریوں کا سبب بنتا ہے ۔ اس حدیث پر عمل ہو تو معدہ ٹھیک رہ سکتا ہے ، اور آدمی ان بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے جو معدہ کی خرابی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں ، ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے مومن کی یہ صفت بتائی کہ اس کی خوراک کم ہوتی ہے ۔ پیٹ بھر لینا ان لوگوں کا شیوہ ہے جو دنیا کے بھوکے ہوتے ہیں اور جنہیں خدا اور آخرت پر یقین نہیں ہوتا ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ، حضرت جابرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:۔

---

[۱] ترمذی ، کتاب الزہد ۔ ابن ماجہ ، کتاب الاطعمہ ، باب الاقتصاد فی الاکل والشرب ،

ان المومن یاکل فی معی واحد — مومن کا کھانا ایک آنت میں ہوتا ہے اور
والکافر یاکل فی سبعۃ امعاء[1] — کافر سات آنتوں میں بھرتا ہے۔

غذا ذوق اور مزاج کے مطابق ہو۔ غذا ایسی ہونی چاہئے۔ جو صحت کے لئے مفید ہو۔ ایسی چیزوں کے استعمال سے احتراز کرنا چاہیئے۔ جو صحت اور تندرستی کے لیئے نقصان دہ ہوں۔ اسی طرح جو چیزیں اچھی لگیں اور جن کی خواہش اور طلب طبیعت میں پائی جائے وہی غذا ایمں شامل ہونی چاہیئیں۔ غیر مرغوب اور ناپسندیدہ غذا کو طبیعت قبول نہیں کرتی، اور اس سے پورا فائدہ نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب کھانا آتا تو اس کے بارے میں دریافت کرتے۔ اگر مزاج کے مناسب ہوتا تو استعمال کرتے ورنہ استعمال نہیں فرماتے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ فرماتے ہیں۔

وکان قلّ ما یقدم یدہ لطعام حتی یحدث بہ ویسمی لہ[2] — آپ اپنا ہاتھ کسی کھانے کی طرف کم ہی بڑھاتے تھے جب تک کہ اس کے بارے میں گفتگو نہ کی جائے اور بتا نہ دیا جائے۔

چنانچہ ایک مرتبہ آپ کے سامنے بھُنا ہوا گوشت آیا۔ جب بتایا گیا کہ یہ گوہ کا گوشت ہے۔ تو آپ نے نہیں کھایا، حضرت خالد بن ولیدؓ نے پوچھا کہ کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا حرام نہیں ہے۔ ہمارے علاقہ میں نہیں ہوتا اس لئے کراہت ہو رہی ہے۔

غذائیں ایک دوسرے کی معاون ہوں کھانے میں ایک سے زیادہ چیزیں ہوں، تو اس بات کا خیال فرماتے تھے۔ کہ وہ اپنی خصوصیات کے لحاظ سے ایک دوسرے کی

---

[1] بخاری، کتاب الاطعمہ، باب المومن یاکل فی معی واحد، مسلم کتاب الاشربۃ۔

[2] بخاری، کتاب الاطعمہ، باب ما کان النبی ﷺ لا یاکل حتی یسمی لہ فیعلم ما ہو،

معاون ہوں، اور ان کا ایک ساتھ استعمال نقصان دہ نہ ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ساتھ ککڑی کھاتے تھے، اور فرماتے تھے کہ کھجور کی حرارت کو ہم ککڑی کی ٹھنڈک سے توڑتے ہیں[1]

اسی طرح روایت میں آتا ہے کہ آپؐ کھجور کے ساتھ مکھن کا استعمال فرماتے تھے[2] یہ دونوں چیزیں بھی اپنی خصوصیات کے لحاظ سے ایک دوسرے کی معاون ہیں۔ کھجور کی خشکی مکھن سے دور ہوتی ہے۔

| کھانے میں صفائی کا خیال رکھا جائے | کھانے میں صاف ستھری چیزیں استعمال کرنی چاہییں۔ گندی غذا بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ پرانی کھجوریں پیش کی گئیں۔ آپؐ نے انہیں (کھانے سے پہلے) باریک کیڑے، ان میں سے ڈھونڈھ کر نکالے۔ (اور صاف کیا)[3]

عبداللہ بن ابی طلحہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ کے سامنے پرانی کھجوریں لائی جاتیں، تو آپؐ ان میں جو کیڑے ہوتے تھے۔ انہیں خوب اچھی طرح نکال دیتے تھے[4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ کھانے پینے کے برتن کھلے نہ رکھے جائیں۔ اس لئے کہ کھلے برتنوں میں ایک تو کھانا گرد و غبار سے محفوظ نہیں رہ سکتا دوسرے یہ کہ ان پر مکھیاں اور مچھر وغیرہ آسانی سے گندگی پھیلا سکتی ہیں۔

حضرت ابو حمید ساعدیؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا پیالہ لے گیا۔ پیالہ ڈھکا ہوا نہیں تھا۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے اسے ڈھکا نہیں۔ کچھ نہیں تو لکڑی کا ایک ٹکڑا ہی اس پر رکھ دیتے بشرطیکہ ڈھکنے کی

---

[1] ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب الاقران فی التمر عند الاکل، [2] حوالہ سابق،
[3] ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب تفتیش التمر عند الاکل [4] حوالہ سابق، [5] مسلم کتاب الاشربہ، باب استحباب تخمیر الاناء،

عادت باقی رہے)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پانی طلب فرمایا۔ تو ایک شخص نے عرض کیا کہ آپ پسند فرمائیں تو نبیذ پیش کی جائے۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا۔ وہ دوڑا ہوا گیا۔ اور ایک پیالہ میں نبیذ لایا۔ آپؐ نے فرمایا: اسے تم نے ڈھکا نہیں۔ ایک لکڑی کے ٹکڑے ہی سے اسے ڈھک دیتے [۱]۔

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اذا کان جنح اللیل ...... اوکوا قربکم واذکروا اسم اللہ وخمروا آنیتکم واذکروا اسم اللہ ولو ان تعرضوا علیہا شیئا واطفئوا مصابیحکم [۲]

جب رات ہو تو ...... اپنے مشکیزوں کے منہ بند کردو، اور اللہ کا نام لو، اپنے برتنوں کو ڈھک دو، اور اللہ کا نام لو، ڈھکنے کے لئے کوئی برتن نہ ملے تو ان کے اوپر کوئی بھی چیز رکھ دو، اور اپنے چراغ بجھا دو

اسی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں خمروا الطعام والشراب (کھانے اور پینے کی چیزوں کو ڈھک دو [۳])

بعض حدیثوں میں کھانے کے برتنوں کو ڈھکنے کا حکم مطلق آیا ہے۔ ان میں رات یا دن کی کوئی قید نہیں ہے۔

اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے۔ اس پر جس طرح رات میں عمل ہوگا اسی طرح دن میں بھی ہوگا [۴]۔ یہاں رات کا ذکر خاص طور پر اس لئے ہے کہ رات میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی سے کوئی بھی چیز کھانے کو نہ صرف ناپاک بلکہ زہر آلود کرسکتی ہے

---

[۱] مسلم کتاب الاشربہ، باب استحباب تخمیر الاناء، [۲] حوالہ سابق، [۳] بخاری، کتاب الاشربہ باب تغطیۃ الاناء، [۴] شرح مسلم ۲/ ۱۷۰

گندگی کھانے والے جانور نہ کھائے جائیں | پاکی و صفائی ہی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ شریعت نے ان حلال جانوروں کا گوشت کھانے اور دودھ پینے سے بھی منع فرمایا ہے جو گندگی کھانے کے عادی ہیں اس لئے کہ اس کے اثرات دودھ اور گوشت میں بھی منتقل ہوتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے :-

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اکل الجلالۃ والبانہا۱؎ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندگی کھانے والے جانور کے کھانے اور ان کا دودھ استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بدن اور مکان کی صفائی کی ہدایت | جس طرح غذا کا پاک صاف ہونا ضروری ہے اسی طرح مکان، لباس جسم اور پورا ماحول صاف ستھرا ہونا چاہیئے، بہت سی بیماریاں محض گندگی کی وجہ سے پھیلتی ہیں، پاکی صفائی کا اہتمام کر کے ان بیماریوں سے بچا جا سکتا ہے۔ اسلام نے اسے بڑی اہمیت دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے :-

الطہور شطر الایمان ۲؎ — پاکی نصف ایمان ہے۔

اسلام نے طہارت اور پاکی کا بڑا اونچا معیار قائم کیا ہے اس سلسلہ میں اس نے جو احکام دیئے ہیں ان کی تفصیل کے لئے ایک کتاب چاہیئے۔ یہاں بعض پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔

دنیا صفائی ستھرائی سے تو واقف ہے۔ لیکن پاکی اور ناپاکی اور طہارت وعدم طہارت کے تصور سے ناواقف ہے۔ اسلام نے صفائی ستھرائی ہی کا تصور نہیں دیا۔ بلکہ پاکی کا بھی تصور دیا۔ آدمی صاف ستھرے کپڑوں میں ہو اور بدن پر کسی قسم کی گندگی نہ ہو تو بھی جنابت

۱؎ ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب النہی عن اکل الجلالۃ والبانہا۔ ترمذی، ابواب الاطعمہ
۲؎ مسلم، کتاب الطہارۃ۔

اور حیض و نفاس کی حالت ناپاکی کی حالت ہے۔ پیشاب کا ایک قطرہ اور گندگی کا ایک ذرہ کپڑے کو ناپاک کر دیتا ہے۔ چاہے وہ آنکھوں سے دیکھا نہ جا سکے

دن میں پانچ وقت نماز فرض ہے، ان نمازوں کے لئے وضو شرط ہے۔ وضو کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی، جنابت اور حیض و نفاس ہی سے نہیں بلکہ حوائج ضروریہ کے لئے جانے، قے ہونے نکسیر پھوٹنے، اور خون نکل جانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے یہاں تک کہ ریاح کے خارج ہونے اور گہری نیند سونے سے بھی وضو باقی نہیں رہتا۔ وضو میں چہرہ اور ہاتھ پیر کا دھونا فرض ہے۔ تو مسواک کرنا اور دانت صاف کرنا سنت ہے۔ اس طرح ایک مومن دن میں پانچ مرتبہ جسم کے ان حصوں کو دھونے پر مجبور ہے۔ جو کام کاج اور محنت و مشقت سے گندے اور میلے ہوتے رہتے ہیں، اگر وہ نوافل کا عادی ہے تو اسے اس سے بھی زیادہ وضو کرنا پڑ سکتا ہے

جمعہ اور عیدین کے لئے، غسل کرنا اور خوشبو کا استعمال کرنا اور صاف ستھرے کپڑے پہننا مسنون اور مستحب[1] ہے۔ اگر انسان ان ہدایات پر عمل کرے تو جہاں اسے روحانی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ وہیں اس کی صحت پر بھی بڑا خوشگوار اثر پڑ سکتا ہے۔ (باقی آئندہ)

---

[1] تفصیلات کے لئے حدیث اور فقہ کے متعلقہ ابواب دیکھے جا سکتے ہیں۔